HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: http://habibiaislamicus.com

Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY

Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**

Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

THE SCHOLARS OF DIR & THEIR SERVICES OF FIQA IN URDU LANGUAGE: AN ANALYSES

اردو زبان میں علمائے دیر کی فقہی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

AUTHORS:

1- *Sami ur Rahman, PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Email: samiuom33@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-7511-9992*

2- *Dr Karim Dad, Associate Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Email:karimdad@awkum.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9055-4626*

How to Cite: *Rahman, Sami ur, and Karim Dad. 2021. "URDU 5 THE SCHOLARS OF DIR & THEIR SERVICES OF FIQA IN URDU LANGUAGE: AN ANALYSES: اردو زبان میں علمائے دیر کی فقہی خدمات کاتجزیاتی مطالعہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 5 (3):57-68* .
https://doi.org/10.47720/hi.2021.0503u05 .

URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/220

Vol. 5, No.3 || July –September 2021 || P. 57-68

Published online: 2021-09-08

QR. Code

THE SCHOLARS OF DIR & THEIR SERVICES OF FIQA IN URDU LANGUAGE: AN ANALYSES

اردو زبان میں علمائے دیر کی فقہی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

Sami ur Rahman　　　*Karim Dad*

ABSTRACT:

The word Dir is derived from Sanskrit language, which means a place of worship or a monastery. The Greek would call Dir as "Goraaye". At some point in the past the word "yaghestān" was used as the name for Dir, Bajaur and Gilgit areas. Dir is comprised of beautiful valleys in the high peaked Hamalyas mountains in the province of Khyber pakhtunkhwa. It was a princely state. It is bounded by Chitral to the northe west, swat to the east, Malakand to the south, Bajaur and Afghanistan to its south west. At the time of independence of Pakistan, the state of Dir was ruled by Nawab shah jehan. Dir was acceded to Pakistan in 1969. It was given the status of district in 1970 and in 1996 it was devided into two districts ,i.e lower and upper Dir. Dir has produced many renowned personalities in the politcs as well as in the religious field. This article belonges to the religious scholars ('ulamā) of District Dir and their remarkable contributions in the field of Fiqa, specially in the Urdu language. Some of these scholars are; Maulana Abdul Ghani, Qazi wali Ur Rahman,Qazi Adusalam, Maulana Hzrat Said, Dr Izaz Ali, Shaikh Abdul haleem,Qazi Hazrat Mahmood,Mulana Abdullah and Mulana Zia Ul Haq. In this research paper introduction of the Ulamā-e-Dir and their services of Fiqa in Urdu language have been mentioned which will help inculcate the readers their outlook and will be an advantageous adition to the research endeavors.

KEYWORDS: *The Scholars of Dir, Fiqa, Urdu Language, Services.*

تعارف: دیر خیبر پختونخوا پاکستان کے شمال میں کوہ ہمالیہ کے بلند وبالا پہاڑوں اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل ایک علاقہ ہے۔ جو دو اضلاع (دیر اَپَر اور دیر لوئرِ) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دیر سیاسی، مذہبی، علمی، سماجی اور تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل علاقہ ہے، اس علاقے پر مختلف لوگوں نے مختلف اوقات میں تحقیقی کام کیا ہے۔ حبیب الرحمٰن میر منشی نے ایک کتاب "ریاست دیر تاریخ کے آیئنے میں،، لکھی ہے۔اس طرح اور بھی لوگوں نے دیر کی تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں، لیکن علمائے دیر کی اردو زبان میں فقہی خدمات پر کوئی تحقیقی کام نہیں کیا گیا ہے، جس پر ضرورت محسوس کرکے یہ تحقیقی آرٹیکل لکھی گئی۔ امید ہے کہ یہ آرٹیکل علومِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ تاریخ کے محققین اور طلباء کے لیے بھی مفید ثابت ہوگا۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے دیر کا تعارف پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد اردو زبان کی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر فقہ کا تعارف اور اس کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد عالم کی تعریف کی گئی ہے، پھر دیر کے چند علماء کا تعارف اور اردو زبان میں ان کی فقہی خدمات کو بیان کیا گیا ہے اور آخر میں خلاصۃ البحث کے عنوان کے تحت اس آرٹیکل کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔

دیر کا تعارف اور تاریخی پس منظر: لفظ دیر سنسکرت زبان سے ماخوذ ہے جس کا معنی عبادت کی جگہ اور خانقاہ ہے۔ یونانی دیر کو "گورائے" کے نام سے یاد کرتے تھے۔[1] دیر، باجوڑ اور گلگت کو "یاغستان" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔[2] دیر خیبر پختونخوا پاکستان کے شمال میں کوہ ہمالیہ

ملاکنڈ ایجنسی، جنوب مغرب میں باجوڑ اور اسلامی ملک افغانستان ہے۔ یہ ایک نوابی ریاست تھا، جس کا الحاق 1947ء میں پاکستان سے ہوا۔ 1979ء میں عوامی مطالبات کے پیش نظر حکومت پاکستان نے دیر، چترال اور سوات کی ریاستیں پاکستان میں مدغم کر کے ملاکنڈ ڈویژن تشکیل کی۔ انگریزوں نے 1897ء میں محمد شریف خان کو نواب دیر کا لقب دیا تھا۔ 1904ء میں اس کی وفات پر بڑا بیٹا اورنگزیب خان عرف بادشاہ خان جانشین مقرر کیا گیا۔ اپنے چھوٹے بھائی میاں گل سے لڑائی کی اور دیر کے دو قلعوں کو قبضہ کئے۔ برطانوی چیف کمشنر نے ان کے درمیان صلح کرادی۔ دوبارہ 1912ء میں لڑائی کی نوبت آئی۔ 1914ء کو میاں جان جندول میں وفات ہو کر جنگ ختم ہوئی۔ 1917ء میں بادشاہ خان نے دوبارہ علاقہ جندول پر قبضہ کیا۔ 1919ء میں سوات کے رعایا کی مدد سے بادشاہ خان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ 1922ء میں گل شاہ زادہ کو اس علاقے سے نکالا گیا۔ 1925ء میں وفات پانے پر آپ کا بڑا بیٹا شاہ جہان خان کو معزول حکمران کا جانشین مقرر کیا گیا۔ 1930ء میں پورے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کے لوگ انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اسی سال دیر اور سوات کے حدود متعین ہوئے۔ 1960ء میں شاہ جہان کو بدانتظامی کے الزامات کی وجہ سے حکومت پاکستان نے معزول کر کے گرفتار کیا اور ساتھ ہی نظر بند کیا۔ اس کا بیٹا محمد شاہ خسرو جانشین بنایا گیا اور آپ کو چکدرہ کے مقام پر باضابطہ دیر کا نواب مقرر کیا گیا۔ آپ دیر کے آخری نواب تھے۔ 1996ء میں انتظامی امور کی پیش نظر دیر کو دو اضلاع یعنی دیر بالا اور دیر پائین میں تقسیم کیا گیا۔ [3]

اردو زبان اور اس کی اہمیت: زبان انسانوں کی آپس کے افہام و تفہیم کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ انسان اپنے قلب و دماغ میں آنیوالی باتوں کا اظہار کر سکتا ہے۔ شاہ جہان کے دور میں عربی، ہندی، فارسی، انگریزی، سنسکرت اور بھاشا زبانوں کے امتزاج سے اردو معرض وجود میں آئی تھی۔ اس لیے اسے لشکری زبان بھی کہا جاتا ہے۔([4]) اکثر محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اردو کو ہندوستان کی نسبت سے ''ہندی'' یا ''ہندوی'' کہا جاتا رہا ہے۔ مختلف بولیوں اور زبانوں کے امتزاج کی بنا پر اردو کو ریختہ کہا جانے لگا۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب لشکر یا چھاونی ہے۔ شاہ جہان نے ملکی زبان کے لیے اردو معلیٰ کا نام تجویز کیا۔ اردو معلیٰ کی ترکیب سنہری تھی لیکن عوام کی زبان پر نہ چڑھ سکی اس لیے کچھ عرصے بعد صرف لفظ اردو ہی رہ گیا۔([5]) مولانا اصلاح الدین احمد لکھتے ہیں کہ اردو پنجاب کی بیٹی ہے وہ یہیں پیدا ہوئی اور یہیں پروان چڑھی۔ سید سلیمان ندوی کا خیال ہے کہ مسلمان سب سے پہلے سندھ پہنچے اس لیے قرین قیاس یہ ہے کہ اردو کا خمیر سندھ میں تیار ہوا ہو گا۔([6]) مختصر یہ کہ اردو زبان میں تغیرات اور تصرفات ہوتے رہے۔ دنیا کی کوئی ایسی شے نہیں جس میں تغیر نہ واقع ہوا ہو۔ ہر زبان کی جدید اور قدیم صورتیں اس کی گواہ ہیں۔ اردو ایک زندہ زبان ہے۔ زندہ زبان کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں نئے خیالات کے اظہار کے لیے نئے الفاظ داخل ہوتے رہتے ہیں اور نئے الفاظ پرانے الفاظ کی جگہ لیتے جاتے ہیں۔ اگر اردوئے قدیم کا زمانہ حاظرہ کی اردو سے تقابل کیا جائے تو ان کے آپس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اردو زبان میں معتدبہ ذخیرہ موجود ہے اور اس میں آئے دن تہذیب و تمدن کی ترقی کے باعث جدید ترین ایجادات اور ہر قسم کی اختراعات ہوتی رہتی ہیں۔ اردو زبان میں اسما افعال و حروف کی دن دُونی اور رات چوگنی ترقی ہوتی ہے۔ اردو زبان کی ترقی و ترویج کا آغاز مغلیہ دور سے شروع ہوا اور یہ زبان جلد ہی ترقی کی منزلیں طے کرتی ہوئی ہندوستان

کے مسلمانوں کی زبان بن گئی۔([7])اردو پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان ہے۔یہ زبان بہت وسیع ہے اس کے سمجھنے والے اور بولنے والے دنیا کے دور دراز حصوں میں پائے جاتے ہیں۔یونیسکو کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں اس کے بولنے والوں کی تعداد تیسرے نمبر پر ہے۔ اردو ادب کے فروغ میں صوفیائے کرام کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔صوفیائے کرام نے دینی اسلام کی تبلیغ اور رشد وہدایت کے لیے اردو زبان کو وسیلہ بنایا۔اردو کے محققین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اردو نثر میں تصنیف و تالیف کی ابتدائی آٹھویں صدی ہجری سے ہوئی۔اس زمانے کا ادب چھوٹے چھوٹے رسالوں پر مشتمل تھا جو زیادہ تر مذہبی رنگ کے تھے۔سترھویں صدی میں شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ اور آپ کے بھائی شاہ عبدالقادرؒ نے دوسرا ترجمہ کیا۔([8])۱۹۰۰ئ میں ہندووں کی تحرک کی وجہ سے یوپی کے گورنر انٹونی میکڈانلڈ نے دفاتر میں اردو کی بجائے ہندی کو بطور سرکاری زبان استعمال کرنے کے احکامات جاری کیئے۔اس حکم کے جاری ہونے پر نواب محسن الملک نے"اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن"قائم کی۔۲۷نومبر ۱۹۴۷ئ کو کراچی میں پہلی تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی۔اس کے انعقاد میں قائد اعظم محمد علی جناح نے دلچسپی لی۔اس کانفرنس میں اس وقت کے وزیر تعلیم جناب فضل الرحمٰن نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قومی زندگی میں دور رس نتائج حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انگریزی کو رفتہ رفتہ بطور ذریعہ تعلیم ختم کر دیا جائے اور تعلیمی نظام میں اردو کو بطور قومی زبان موزون مقام دیا جائے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا"پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور اردو ہی ہوگی"۳۰دسمبر ۱۹۵۸ئ کی تعلیمی کمیشن نے واضح طور پر یہ سفارش کی کے مدارس میں قومی زبان اردو کی تدریس پر خصوصی توجہ دی جائے۔([9])اردو اور عربی کے باہمی تعلق کی بنای پر قرآن حکیم ار حدیث نبوی سے استفادہ کرنے میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں علمائے دیر نے اردو زبان میں فقہ کی خدمات احسن طریقے سے نبھائیں ہیں۔

فقہ کا تعارف اور اہمیت:فقہ کے لغوی معنیٰ علم،فہم اور سمجھ کے ہیں۔([10]) قرآن مجید میں بھی فقہ کا لفظ لغوی معنیٰ میں مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے۔مثلاً،ترجمہ:اس قوم کو کیا ہو گیا کہ یہ بات سمجھنا نہیں چاہتی([11])فقہ کا اصطلاحی مفہوم:علمائے فقہ کی اصطلاح میں فقہ سے مراد فروعی احکام شرعیہ کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے حاصل ہو۔احکام شرعیہ سے مراد پانچ احکام (واجب،مندوب،مباح،مکروہ اور حرام)ہیں۔تفصیلی دلائل سے مراد چار چیزیں(کتاب اللہ،سنت،اجماع اور قیاس)ہیں۔اس لیے فقہ کی جامع تعریف یہ ہے کہ"فقہ وہ علم ہے جس کے ذریعے عاقل وبالغ انسانوں کے افعال کے بارے میں واجب،مستحب،مباح،مکروہ یا حرام ہونے کی حثیت سے اللہ تعالیٰ کے احکام معلوم ہو اور یہ احکام شرعیہ کتاب وسنت اور اجماع یا قیاس کے ذریعے اخذ کیئے گئے ہو۔([12])اسلام ایک جامع مذہب ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق اصول وہدایت موجود ہیں۔اسلامی قانون اور دنیا کے دوسرے قوانین کے درمیان ایک بہت بڑا فرق ہے۔انسان کے قوانین میں استحکام اور پائیداری نہیں ہوتی جبکہ اسلامی قانون کی اساس اللہ کے احکام ہیں۔اسی وجہ سے اس قانون میں استحکام اور پائیداری ہے۔علمائے عمرانیات اس بات پر متفق ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے۔اجتماعی زندگی میں آپس میں لین دین اور باہمی تعاون واشتراک کی ضرورت پیش آتی ہے اور بسا اوقات مفادات کے ٹکراو کی وجہ سے اختلافات رونما ہو جاتے

ہیں۔ان اختلافات کو مٹانے کے لیے قوانین کی ضرورت پیش آتی ہے۔دنیا کی تمام تہذیبیں ان قوانین کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں ۔اسلام اس سلسلے میں جو قوانین وضع کی ہیں ان ہی قوانین کو فقہ کا نام دیا گیا ہے۔اگرچہ کتاب وسنت میں احکام شرعیہ کا ایک کثیر المقدار ذخیرہ موجود ہے، لیکن ہر شخص کے لیے ان سے براہ راست استفادہ کرنا اور مسائل معلوم کرنا آسان کام نہیں۔قرآن وحدیث میں عام طور پر جو احکام بیان کی گئی ہیں ان میں اجمال واختصار سے کام لیا گیا ہے اور صرف اصول بیان کئے گئے ہیں۔اسی طرح کئی آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی ایسی ہوتی ہیں کہ بظاہر دوسری آیات واحادیث کے مخالف مفہوم ادا کرتی ہیں اور ہر شخص ان کا صحیح مفہوم متعین نہیں کرسکتا ہے۔اس لیے فقہ کی تدوین کو ضروری قرار دیا گیا۔اسلامی قانون سازی کی ابتدا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ سے ہوئی۔رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں زمانہ جاہلیت میں عدل وانصاف اور عقل ودانش پر مبنی کوئی قانون نہ تھا۔حضور ﷺ نے ان حالات میں عدل وانصاف پر مبنی قانون پیش کیا۔حضرت محمد ﷺ نے قرآن مجید میں بیان کردہ احکام کے علاوہ بھی اجتہاد کے ذریعے حلت وحرمت کے احکام وضع فرمائے مثلاً نکاح کے باب میں پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی وغیرہ کے ایک شخص کے نکاح میں اجتماع کی حرمت احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہیں۔اس طرح خلفائے راشدین بذات خود بھی اپنے اپنے دور میں مسائل بتانے، فتویٰ دینے اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔اس دور میں خلفائے راشدین کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرام بھی مسائل شرعیہ میں فتویٰ دینے کا کام کرتے تھے۔صحابہ کرام کی وفات کے بعد ان کی سربراہی میں تربیت یافتہ شاگردوں نے اپنے اجتہاد واستنباط اور علمی کاوشوں سے فقہ اسلامی بہت ترقی دی۔اس کے بعد بنو عباس کا دور ہے۔اس دور میں تبع تابعین نے فقہ اسلامی کو ترقی دی۔اس دور کا ابتدائی حصہ کو فقہ اسلامی کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔عباسی دور کے آخر میں فقہ اسلامی میں انحطاط شروع ہوگیا۔فقہ اسلامی میں جمود وانحطاط کے خلاف آٹھویں صدی ہجری کے محققین علمائے حق نے آواز اُٹھائی۔اُن علمائے کرام میں حافظ تقی الدین ابن تیمیہؒ اور اُن کے شاگرد حافظ ابن قیمؒ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔برصغیر پاک وہند میں حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کی اولاد وتلامذہ نے بھی فقہ اسلامی کی تجدید میں کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں۔اس طرح اہل سنت کی فقہ سے تعلق رکھنے والے چار ائمہ کو امت مسلمہ میں قبول عام حاصل ہیں۔ان فقہی مذاہب کے نام آپ ائمہ کی نسبت سے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی رکھے گئے۔برصغیر کے دوسرے علاقوں کی طرح علمائے دیر نے بھی فقہ کی تقریری اور تحریری خدمات انجام دی ہیں اور اب بھی دیر کے کئی علماء اسی خدمت میں مگن ہیں۔جن میں سے بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔جو سارے مسلمانوں کی تحسین اور شکریہ کے مستحق ہیں۔

عالم کا تعارف اور اس کی اہمیت: وہ لوگ ہیں جو دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہوں، یا کسی یونیورسٹی سے اسلامی علوم وفنون میں ایم فل، پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ہو اور دینی علوم کے ماہر ہوں، علماء کہلائے جاتے ہیں۔[13] دین اسلام کے مختلف شعبوں کی تشریح وتوضیح کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف افراد پیدا کئے جن کا تعلق مختلف علاقوں اور قوموں سے تھا۔اہل علم کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں عزت دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں؛**يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔**[14]" اللہ

تم میں سے اہل علم واہل ایمان کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہیں اللہ (سب) جانتا ہے"۔ علمائے کرام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بشارت سنائی؛ان العلماء ورثۃ الانبیاء۔[15] "علماء تو انبیاء کے وارث ہیں"۔ الغرض علمائے کرام کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے بڑا مقام دیا ہے۔

اردو زبان میں علمائے دیر کی فقہی خدمات: دیر سے تعلق رکھنے والے وہ علماء جنہوں نے اردو زبان میں کسی نہ کسی شکل میں کوئی خدمت انجام دی ہے ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے، جن کا احاطہ اس آرٹیکل میں نہیں کیا جاسکتا، مگر یہاں پر ان میں سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

۱۔ مولانا عبد الغنی: مولانا عبد الغنی ولد مولانا حیدر علی ستھانہ دار نزد تیمر گرہ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی علوم اپنے والد محترم اور چچازاد بھائی مولانا محمد حسن سے حاصل کیں۔ آپ 1931ء کو دارلعلوم دیوبند تشریف لے گئے وہاں سے مدرسہ صدیقیہ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں داخلہ لیا۔1932ء میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ڈابھیل تشریف لے گئے۔1933ء میں مولانا عبد الرحمٰن سے مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں مختلف کتب پڑھیں۔اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مولانا مفتی عتیق الرحمٰن سے السبع معلقاتو غیرہ کتب پڑھیں۔ دارلعلوم دیوبند سے 1940ء میں فراغت ہوئی۔

خدمات: 1940ء میں فراغت کے بعد مدرسہ علی گڑھ میں فقہ پڑھائیں۔۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ وطن لوٹ کر اپنی گھر پر تین سال تک فقہ پڑھائیں۔1952ء کو آپ کو دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں مدرس مقرر کئے گئے وہاں پر آپ نے تیس سال تک فقہ پڑھائیں۔ ۱۹۷۶ء اکبر دارالعلوم مردان میں فقہ پڑھائیں۔اکبر دارالعلوم کی ناکامی پر آپ نے آس پاس کے مختلف مدارس میں پڑھائیں۔ آپ ۱۹۸۶ء کو وفات پائی۔([16])

۲۔ قاضی ولی الرحمٰن: قاضی ولی الرحمٰن مرحوم ولد محمد اللہ ۱۹۲۱ء کو گاؤں کوٹیگرام میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتداء سے فراغت تک تمام علوم وفنون دارلعلوم سہارنپور میں حاصل کیں۔

خدمات: آپ نے چودہ سال تک دارالعلوم سہارنپور میں فقہ پڑھائیں۔ آپ نے اوچ میں مظہر العلوم اوچ کی بنیاد رکھ چند سال تک فقہ پڑھائیں۔اس کے بعد اپنے آبائی گاؤں کوٹیگرام میں دارالعلوم فُرقانیہ کی بنیاد رکھ وہاں فقہ پڑھائیں۔اس کے بعد سابقہ ایم این اے بختیار مانی بٹ خیلہ کی محلہ کی مدرسہ میں فقہ پڑھائیں۔ آپ نے ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔([17])

۳۔ قاضی عبد السلام: قاضی عبد السلاولد مولانا محمد حسین عرف مسافرے قاضی گاؤں شمشی خان تالاش میں ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی علوم اپنے والد محترم سے پڑھیں اور باقی علوم وفنون دہلی میں پڑھیں۔

خدمات: فراغت کے بعد آپ نے چار سال تک دار لعلوم ٹنڈو الہ یار سندھ میں فقہ پڑھائیں۔ اس کے بعد دار لعلوم انوار العلوم گجرانوالہ میں دس سال تک فقہ پڑھائیں۔ چار سال تک صدر مدرسہ میانوالی میں فقہ پڑھائیں۔ چار سال تک اصحاب بابا پشاور کے ساتھ غلیجیٔ کنڈر خیل میں فقہ پڑھائیں۔ دار لعلوم معارف تیمر گرہ میں چار سال سے تاحال فقہ پڑھاتے ہیں(18)

۴۔ مولانا حضرت سید: مولانا حضرت سید ولد شیر احمد خان گاؤں پاتراک چمکوٹ میں ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے شیر ینگل یونیورسٹی سے پرائیویٹ ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا۔ آپ نے ابتدائی دینی علوم ۱۹۸۴ء تا۱۹۸۹ء تک دارالعلوم رحمانیہ درگئی میں شیخ فدا محمد وغیرہ سے حاصل کیں۔ ۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۰ء تکمیلہ کی کتب دارالعلوم تعلیم القرآن گل کدہ سوات میں مولانا فضل حق سے پڑھیں۔ ۱۹۸۵ء کو چار باغ میں مولانا جہانزیب سے اصول فقہ وغیرہ کتب پڑھیں۔ ۱۹۹۲ء کو تفہیم القرآن مردان میں مولانا گوہر رحمان وغیرہ سے موقوف علیہ کی کتب پڑھیں۔

خدمات: آپ ۱۹۹۵ء تا۱۹۹۶ء تک کلیۃ الدعویٰ مظفر آباد چیلا بانڈی آزاد کشمیر میں فقہ پڑھائیں۔ ۱۹۹۷ء تا۲۰۰۳ء تک مدرسہ مظاہر العلوم کمبڑ میں فقہ پڑھائیں۔ ۲۰۰۳ء تاحال تعلیم القرآن مین بازار دیر میں فقہ پڑھاتے ہیں۔(19)

۵۔ ڈاکٹر پروفیسر اعزاز علی: ڈاکٹر پروفیسر اعزاز علی ولد شیخ فدا محمد ۱۹۷۵ء کو کوٹیگرام میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جماعت چہارم تک تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول جبن پاور ہاوس درگئی میں حاصل کیں۔ جماعت پنجم تا جماعت دہم تک تعلیم گورنمنٹ ہائر سکنڈری سکول درگئی میں حاصل کی۔ ۱۹۹۵ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج درگئی سے ایف ایس سی، ۱۹۹۷ء میں پرائیوٹ بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۲۰۰۰ء میں شیخ زید اسلامک سنٹر اسلامیات ڈیپارٹمنٹ سے ایم اسلامیات کرکے گولڈ مڈل حاصل کیا۔ ۲۰۰۸ء میں پشاور یونیورسٹی اسلامیات ڈیپارٹمنٹ سے ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۵ء میں ملاکنڈ یونیورسٹی اسلامیات ڈیپارٹمنٹ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور ملاکنڈ یونیورسٹی اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے پہلے پی ایچ ڈگری ہولڈر کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ نے دینی علوم اپنی والد محترم سے حاصل کیں۔

خدمات: آپ ۲۰۰۰ء کو جمال پبلک سکول پبو پشاور میں چار ماہ تک فقہ کی کتب پڑھائیں۔ اس کے بعد چھ ماہ تک دارلیتامیٰ پشاور میں، ۲۰۰۲ء کو پی اے ایف (پاکستان ائر فورس ڈگری کالج صدر) پشاور میں آٹھ ماہ تک فقہ پڑھائیں۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں پبلک سروس کمیشن نے آپ کو گورنمنٹ ڈگری کالج غزنی خیل لکی مروت میں اسلامیات لکچرر بھرتی کیا۔ ۲۰۰۶ء میں آپ کا تبادلہ گورنمنٹ ڈگری کالج درگئی کو ہوا۔ ۲۰۱۱ء کو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج تیمر گرہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہوئے۔ ۲۰۱۶ء کو ایسوسیٹ پروفیسر بنے۔ آپ ۲۰۱۸ء تاحال گورنمنٹ ڈگری کالج گل آباد میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ۲۰۱۲ء کو ویزٹنگ پروفیسر کی حثیت سے ملاکنڈ یونیورسٹی اسلامیات ڈیپارٹمنٹ میں ایم فل کے طلباء کو فقہ کی کتب پڑھائیں۔(20)

۶۔ مولانا عبد الحلیم: شیخ عبد الحلیم عرف دیر باباجی ولد محمد یوسف ۱۹۳۲ء کو اوچ تحصیل ادینزئی دیر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی علوم اپنے ابائی گاؤں میں حاصل کیں۔ جب آپ دس سال کے ہوئے تو اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ دار لعلوم مظاہر العلوم سہارنپور گئے اور وہاں

صرف و نحو کی کتب پڑھیں۔ تقسیم ہند سے بیس دن پہلے گاؤں واپس ہوئے تو مولانا نقیب احمد صاحب کے مشورے پر دارالعلوم رفیع الاسلام تشریف لے گئے اور معروف عالم دین مولانا عبدالغفور صاحب سے دو سال تک سے استفادہ کیا۔ ۱۹۵۱ء میں دارلعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں علوم کی مختلف کتب پڑھیں۔

خدمات: ۱۹۵۹ء میں مدرسہ انوارلعلوم گوجرانولہ تشریف لے گئے اور وہاں فقہ پڑھائیں۔ وہاں چار سال تک پاک فوج میں خطیب بھی رہے۔ اس کے بعد قاضی حسام الدین کوہاٹ کی مدرسہ میں صدر مدرس کی خدمات انجام دیتے رہے اور وہاں پر فقہ پڑھائیں۔ ۱۹۷۰ء میں اپنے ابائی گاؤں تشریف لے گئے اور طلباء کو فقہ پڑھائیں۔ شیخ عبدالحق صاحب کے کہنے پر دارلعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں درس و تدریس شروع کی اور تاحال جاری ہیں۔([21])

(۷) قاضی حضرت محموود: قاضی حضرت محمود ولد مولانا عبدالعزیز ۱۹۳۳ء کو اوچ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی علوم بیوڑ میں چھ سال تک حاصل کیں۔ اساتذہ کے مشورے سے سہارنپور چلے گئے وہاں مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور وہاں سے فراغت ہوئی۔

خدمات: فراغت کے بعد آپ اپنے اساتذہ کرام کی مشورے سے ڈابھیل ہندوستان کی ایک محلہ میں درس و تدریس کے لیے چلے گئے اور وہاں آپ نے فقہ ایک سال تک پڑھائیں۔ اس کے بعد ۱۹۴۷ء میں اپنے ابائی گاؤں اوچ تشریف لے آئے۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ گئے اور کچھ وقت کے لیے وہاں فقہ پڑھائیں۔ اس کے بعد دارالعلوم سرحد پشاور تشریف لے گئے اور وہاں فقہ پڑھائیں۔ ۱۹۴۹ء کو جہلم میں قاضی مقرر ہوئے اور چند ماہ تک وہاں خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد جامع مسجد خانپور تحصیل ادینزئے میں پیش امام مقرر ہوئے اور وہاں فقہ پڑھائیں۔ اس کے بعد قلعہ کتیاڑی کی جامع مسجد میں پیش امام تھے اور وہاں بھی فقہ پڑھائیں۔ اس کے بعد آپ تیمرگرہ میں قاضی مقرر ہوئے فضل غفور تحصیل دار کے ساتھ چپقلش پیدا ہوئی اس وجہ سے آپ مستعفی ہوئے۔ آپ ۱۹۹۸ء کو وفات پائی۔([22])

(۸) مولانا عبداللہ: مولانا عبداللہ صاحب ولد شیرین جان صاحب عرف ابو عبداللہ گاؤں کاٹن پائین میں ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے حالاً سکونت خال بر کلے ہیں۔ آپ نے ابتدائی علوم سے لے کر فراغت تک اکثر علوم اپنے والد محترم سے حاصل کیں۔ ۱۹۶۶ء میں دارلعلوم بنوری ٹاون کراچی گئے اور وہاں مختلف علوم وفنون تین ماہ تک مختلف علمائے کرام سے پڑھیں۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے گئے اور وہاں علمائے کرام سے مختلف علوم وفنون پڑھیں۔ ۱۹۶۸ء میں دارالعلوم اشاعت العلوم جنرل روڈ فیصل آباد میں علمائے کرام سے مختلف کتب پڑھیں۔

خدمات: ۱۹۶۹ء میں آپ دارالعلوم فتح الدین عبداللہ پور فیصل آباد میں ایک سال تک فقہ پڑھائیں۔ ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ مڈل سکول داروڑہ دیر بالا میں ایس وی پوسٹ پر بھرتی ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں آپ کا تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول گندیگار کو ہوا اس کے بعد ۱۹۷۹ء کو گورنمنٹ ہائی سکول خال کنڈرو مڈل سکول کو تبادلہ ہوا اور اسی سکول سے ۱۹۹۷ء میں ریٹائرڈ ہو چکے۔ ۱۹۷۶ء میں ڈیری خال

بر کلے کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے اور تاحال بھی آپ خطیب ہیں۔ آپ نماز عصر کے بعد نماز عصر کے بعد فقہی مسائل بیان کرتے ہیں۔(23)

(۹)مولانا ضیاء الحق: مولانا ضیاء الحق ولد مولانا فضل حق گاؤں بانڈی میں ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئے۔

عصری علوم: آپ نے پرائمری کی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول بانڈی میں حاصل کی۔۱۹۸۰ء میں گورنمنٹ ہائی سکول لعل قلعہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔۱۹۸۵ء کو اسلامیہ کالج کراچی سے ایف اے کا امتحان پاس کیا۔۱۹۸۷ء کو گورنمنٹ اردو کالج کراچی سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۹۲ء کو کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات پاس کیا۔

دینی علوم: آپ نے تمام علوم وفنون اپنے والد محترم سے حاصل کیں۔

خدمات: آپ ۱۹۹۳ء تا۱۹۹۴ء کو بنوری ٹاون کی شاخ کراچی زیر سرپرستی مفتی نظام الدین صاحب میں مختلف کتب پڑھائیں۔۱۹۹۴ء تاحال والد محترم کی وفات پر ان کی جگہ جامع مسجد بانڈی میں قائمقام مقرر ہوئے ۔اسی سال مسجد مذکورہ میں ہدایہ آخرین،شرح جامی وغیرہ پڑھائیں۔۱۹۹۷ء میں آپ نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ آپ ۱۹۹۷ء تاحال تماعلوم وفنون کی کتب احسن طریقے سے پڑھاتے ہیں۔دو سال سے مذکورہ مدرسہ میں آپ کی زیر سایہ افتاء کورس کا آغاز ہوا ہے۔ جس میں ۱۳ طلباء زیر تربیت ہیں۔

تصانیف:(۱)احکام المساجد: آپ کی یہ کتاب اردو میں ہے اور یہ ۲۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ نے مساجد کو مزین کرنے کے بارے میں اصحاب رسول ﷺ اور علمائے کرام اور فقہاء کی مختلف اختلافی اقوال نقل کرکے ان کی تطبیق کی۔ مسجد یا مسجد کی متعین کردہ جگہ میں دکانیں تعمیر کرنا جائز نہیں۔(24) اعتکاف کے مسائل پر روشنی ڈالیں۔(25)مسجد میں بلاضرورت شدید کے خیمہ لگانا جائز نہیں۔(26)مسجد میں بلاضرورت نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے(27)

خصوصیات: مولانا ضیاء الحق صاحب کی کتاب بہت مفید ہے اس میں مسجد میں تمام جائز اور ممنوع کاموں کا ذکر قرآن وحدیث اور فقہا کے اقوال کی روشنی میں کیا ہے اور ہر بحث کے آخر میں اپنے رائے بھی پیش کی ہیں۔ آپ نے اس میں جتنی احادیث بیان کی ہیں تو ان کی مکمل حوالے دیے ہیں اور قاری کے لیے بہت آسانی پیدا کی ہے اس طرح اس کتاب کی شروع میں فہرست عنوانات دی ہیں جو قاری کے لیے متعلقہ موضوع کو آسانی سے تلاش کر سکتا ہے۔

کمزور پہلو: بعض جگہوں میں لفظی غلطیاں ہوئی ہے مثلاً ص ۹ پر لکھتے ہیں کہ علیؓ کہتے ہے۔تو یہاں ہیں کہ بجائے" ہے"لکھا ہیں اس طرح کئی اور جگہوں پر بھی یہ غلطی وارد ہوئی۔ ص ۴۴ پر عربی الفاظ اور ان کا ترجمہ بغیر فصل کی اکھٹے ذکر کی ہیں۔ مثلاً ص ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ اعتکاف لغت میں لبث ٹھرنے کو کہتے ہیں۔ تو اس کو یوں لکھنا چاہیے تھا۔ اعتکاف لغت میں (لبث) ٹھرنے کو کہتے ہیں۔ عربی لفظ کو عربی انداز میں لکھنا چاہیے ۔اس طرح ص ۵۱ پر لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ناگوار سمجھ کر فرمایا البر تردن کیا تم نیکی کرنا چاہتے ہو۔ تو یہاں بھی عربی الفاظ البر

تردن ذکر کی اور ساتھ اس کا معنیٰ بھی لکھیں تو ان کو یوں لکھنا چاہیے تھا۔ آپ ﷺ نے ناگوار سمجھ کر فرمایا (البر تردن) کیا تم نیکی کرنا چاہتے ہو؟

(۲) نیل القمرین فی ترک جمع الحقیقی بین الصلاتین: آپ نے یہ رسالہ اردو میں لکھا ہیں۔ یہ رسالہ ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جمع بین الصلاتین جمع حقیقی کی صورت میں جائز نہیں۔ اس کے بارے میں آپ نے مختلف احادیث اور علمائے کرام کے اقوال ذکر کی ہیں اور اپنے توجیہات بیان کی ہیں۔ آپ جمع صوری کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جمع صوری سے مراد یہ ہے کہ کوئی نماز اپنی مقررہ وقت کے آخر میں پڑھ لے اور اس کے بعد والی نماز اس کے بعد اول وقت میں پڑھی جائے۔ آپ نے جمع صوری کے جائز ہونے کے لیے نبی ﷺ کی کئی احادیث بطور ثبوت پیش کئے مثلاً "عن عائشۃ:ان نبی ﷺ کان یوخر الظہر ویجعل العصر ویوخر المغرب ویجعل العشاء فی السفر"[28] آخر میں خلاصہ کلام یوں بیان کی ہیں۔ کہ کتاب اللہ احادیث نبوی، تعامل صحابہؓ اور تابعین سے یہ ثابت ہے کہ نمازوں کو اپنی مقررہ وقتوں میں پڑھنا ضروری ہے۔ جمع بین الصلاتین جمع حقیقی کی صورت میں جائز نہیں البتہ سفر وغیرہ میں جمع صوری جائز اور موافق سنت رسول ﷺ ہیں۔[29]

خلاصہ بحث: دیر صوبہ خیبر پختونخوا پاکستان کے شمال کی طرف خوبصورت سرسبز وشاداب وادیوں اور بلند و بالا پہاڑو پر مشتمل علاقہ ہے۔ ۱۹۹۶ء کو دیر دو اضلاع (دیر بالا اور دیر لوئر) منقسم ہوا۔ دیر مذہبی، علمی، سیاسی اور تاریخی وغیرہ لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ علمائے دیر نے دینی علوم کی بے لوث خدمت کی ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان علمائے کرام میں سے چند علمائے کرام کا تعارف اور اردو زبان میں فقہی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علمائے دیر نے دارالعلوم دیوبند، دارلعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، دارلعلوم سہارنپور وغیرہ میں جید علمائے کرام مثلاً مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا رسول خان، مفتی شفیع، مولانا حسین احمد مدنی مولانا شمس الحق افغانی، شیخ النصیر الدین غورغوشتو مولوی صاحب، مولانا غلام اللہ خانؒ اور شیخ محمد طاہرؒ وغیرہ سے استفادہ حاصل کی۔ علمائے دیر نے تدریس، تحریر، پند و نصیحت اور تصوف وغیرہ مختلف شکلوں میں فقہ کی خدمت کی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان کی ابتداء سے لے کر اس کی ترقی وعروج کے موجودہ دور تک مسلمانوں نے ہمیشہ اس کی سرپرستی اور آبیاری کی ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ تشکیل پاکستان اور پاکستان کی آزادی کے حصول میں اردو زبان نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اردو ایک بین الاقوامی مزاج بھی رکھتی ہے۔ تقسیم برصغیر سے پہلے مدارس میں اردو کو مضمون تدریس کی حثیت سے پڑھائی جاتی تھی۔ صوفیائے کرام مثلاً خواجہ معین الدین چشتیؒ اور سید شاہ میرؒ وغیرہ ایسے صوفیائے کرام ہیں جنھوں اردو زبان میں دین اسلام کی تبلیغ پورے جنوبی ایشیا میں کی ہیں۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ اس وجہ سے انسان ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔ اجتماعی زندگی گزارنے کی وجہ سے ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کو روکنے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے قوانین کی ضرورت پیش آتی ہے۔ علمائے کرم نے ان قوانین کو فقہ کے قوانین کا نام دیا۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اور رسول ﷺ کی کئی احادیث سے فقہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ دور رسالت میں اجتہاد کی مثالیں موجود تھیں۔ خلفائے راشدین کے دور میں خلفائے راشدین خود اپنے اپنے دور میں فتویٰ دینے اور مقدمات کے فیصلے کرنے کا فریضہ سر انجام دیتے تھے۔ اس دور میں خلفائے راشدین کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرام

مسائل شرعیہ میں فتویٰ دینے کا کام کرتے تھے۔ صحابہ کرام کی وفات کے بعد ان کی سربراہی کے تربیت یافتہ شاگردوں نے اجتہاد و استنباط اور علمی کاوشوں سے فقہ اسلامی کو ترقی دی۔ دور عباسی کا ابتدائی دور فقہ اسلامی کا سنہری دور کہلاتا ہے۔ فقہ اسلامی میں جمود و انحطاط کے خلاف رد عمل کے طور پر آٹھویں صدی ہجری کے محققین علمانے آواز اٹھائی۔ برصغیر پاک و ہند میں شاولی اللہؒ اور ان کی اولاد و شاگردونے بھی فقہ اسلامی اور دینی علوم کی تجدید میں کارہائے نمایاں سرانجام دیں۔ شاولی اللہؒ کے بعد برصغیر کے کئی جید علمائے کرام نے فقہ اسلامی کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیں۔ اہل سنت کی فقہ سے تعلق رکھنے واے چار مسالک ایسے ہیں جنھیں مسلمانوں میں قبول عام حاصل ہوا ۔ان فقہی مذاہب کے نام اُئمہ کی نسبت سے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی رکھے گئے ہیں۔ ان علمائے کرام کی طرح علاقہ دیر کے علمائے کرام نے بھی اردو زبان میں فقہ کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ان علمائے کرام میں سے ایک شیخ ضیا الحق ہیں جنھوں نے "احکام المساجد" اور "نیل القمرین" کے نام سے فقہ حنفی میں دو کتب اردو میں تحریر کئیں۔ مولانا عبد الغنی، قاضی ولی الرحمٰن، قاضی عبد السلام، مولانا حضرت سید، ڈاکٹر اعزاز علی، مولانا عبد الحلیم، قاضی حضرت محمود، مولانا عبد اللہ اور مولانا ضیا الحق نے بھی فقہ کے متعلق تدریسی خدمات انجام دیں۔

حواشی:

[1] Captain A.H.Mcmahon, C.S.I., C.I.E. Political agent Dir, Swat and Chitral,and Lieutenant A.D.G.Ramsay assistant political agent dir and swat Report on the tribes of Dir,swat and Bajour together with the Utman khel and sama ranizai, Saeed book bank Peshawar , page No. 56.

2 مولانا محمد اسماعیل ریحان، تاریخ افغانستان، ج۱، ص ۳۸۳، المنھل بلاک۔ اے، اگلستان جوہر، یونیورسٹی روڈ کراچی، ۲۰۱۴ء۔

3 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، 1966ء۔ سلیمان شاہد، گمنام ریاست، ج۱، ص۴۸، اویس پرنٹنگ پریس لاہور، ۲۰۱۵ء۔

4 محمد امین بھٹی، اظہر اللغات، ص۳۵، اظہر پبلشر ۴۔ اردو بازار لاہور

5 غلام رسول محمد، اردو زبان اور اس کی تدریس، ص۸، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۸۹

6 غلام رسول محمد، اردو زبان اور اس کی تدریس، ص۸

7 محمد امین بھٹی، اظہر اللغات، مقدمہ، ص ب

8 غلام رسول محمد، اردو زبان اور اس کی تدریس، ص۱۱

9 غلام رسول محمد، اردو زبان اور اس کی تدریس، ص۲۵

10 ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، اسلامی فقہ، ص۱۳، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۵

11 سورۃ النسا، آیت ۷۸

12 ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، اسلامی فقہ، ص۱۴

13 انٹرویو، ڈاکٹر اقبال منیر،ڈائریکٹر شریعہ ڈیپارٹمنٹ اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد،۱۵اپریل۲۰۱۸ء۔

14 سورہ المجادلہ:۵۸:۱۱

15 ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد یزید بن ماجہ القزوینی، السنن، المقدمہ، ص20، دار الفکر، بیروت لبنان، 2000ء۔

16 محمد قاسم بن محمد امین صالح، تذکرہ علمائے سرحد، ج۱، ص۳۰۸، دار القرآن وسنۃ سلطان آباد آدینہ صوابی ۲۰۱۵ء

17 انٹرویو، مولانا صدیق ۸جون ۲۰۱۸

18 انٹرویو، قاضی عبد السلام ۳۱جولائی ۲۰۱۸

19 انٹرویو، مولانا حضرت سید ۲۸اگست ۲۰۱۸ء

20 انٹرویو،ڈاکٹر پروفیسر اعزاز علی،۱۸جون ۲۰۱۸

21 عبد الرحمٰن حقانی، قافلہ حق، ص۵۵،شعیب سنز پبلشرز مینگورہ،۲۰۱۱ء

22 انٹرویو، مولانا امداد اللہ ۱۸ستمبر ۲۰۱۸۔۹۔۲۰۱۸

23 انٹرویو، مولانا عبد اللہ ۳۰جولائی ۲۰۱۸

24 مولانا ضیا الحق، احکام المساجد، ص۲۷

25 مولانا ضیا الحق، احکام المساجد، ص۴۶

26 مولانا ضیا الحق، احکام المساجد، ص۹۱

27 مولانا ضیا الحق، احکام المساجد، ص۱۸۹

28 احمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی، مسند احمد، ج۶، ص۱۳۵، رقم الحدیث ۲۵۰۸۳،مؤسسۃ قرطبہ، قاہرہ، سن ندارد

29 مولانا ضیاء الحق، نیل القمرین فی ترک الجمع الحقیقی بین الصلاتین، ص۴۰

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.